تبصرہ کتب

کتاب کا نام: **آن لائن تجارت: تعارف، خصائص، فقہی احکام**

مصنفین: ڈاکٹر محمد فیض الابرار۔ضیاء الرحمن المدنی

سن اشاعت: ۲۰۱۹ء

صفحات: ۲۰۰

ناشر: مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی، جامعۃ ابی بکر الاسلامیۃ، گلشن اقبال کراچی

تبصرہ نگار: ڈاکٹر محمد اصغر شہزاد[ز]

معیشت و تجارت کے حوالہ سے دین اسلام کا ایک نمایاں وصف ہے کہ یہ نہ تو سرمایہ دارانہ نظام کی طرح لوگوں کو کھلی چھٹی دیتا ہے اور نہ ہی اشتراکی نظام کی طرح آہنی زنجیروں میں جکڑتا ہے۔ بلکہ اس کا رویہ اعتدال پر مبنی ہے[1] چنانچہ جہاں اپنے ماننے والوں کو حرام ذرائع آمدنی سے روکتا ہے وہاں متعدد ذرائع سے کسب حلال کی ترغیب بھی دیتا ہے۔ کسبِ حلال کے لیے اسلام نے کچھ رہنما اُصول پیش کیے ہیں جن کو ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے۔ ان اُصولوں کی پابندی کر کے جو بھی لین دین کیا جائے، وہ شریعت کی نگاہ میں جائز تصور ہو گا خواہ وہ دور جدید کی ہی پیداوار کیوں نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا رویہ معتدل ہونے کے ساتھ ساتھ جامع اور لچک دار بھی ہے۔

اسلام نے کسبِ حلال کے لیے بہت سے ذرائع بتائے ہیں جن میں سے تجارت کسبِ معاش کا بہترین طریقہ ہے۔ تجارت اگرچہ دنیا کے حصول اور مالی منفعت کے لیے کی جاتی ہے، تاہم اگر تجارت شرعی اصولوں کے مطابق کی جائے تو ایسی تجارت کی بڑی فضیلت آئی ہے اور ایسے تاجر کو انبیاء وصلحاء کی معیت کی نوید سنائی گئی ہے، ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "التاجر الصدوق الأمين مع النبين والصديقين والشهداء[2]" (جو تاجر تجارت کے اندر سچائی اور امانت کو اختیار کرے تو وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔) اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا: "التجار يحشرون يوم القيامة فجارًا إلّا من اتقى وَبَرَّ وصدق[3]" (تجار قیامت کے دن فاسق و فاجر بنا کر اٹھائے جائیں گے؛ مگر جو لوگ تقوی و سچائی اور اچھی طرح سے معاملہ کرے گا وہ اس میں شامل نہیں ہوں گے۔) ان دونوں احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو تجارت پیشہ افراد شرعی احکام کی پیروی کرتے ہوئے تجارت کرتے ہیں ان کے لیے دنیا میں کسبِ حلال کے مواقع ہیں جبکہ اخروی نجات اور بلندی درجات کا بھی باعث ہو گی۔

ز　لیکچرار شعبہ تربیت، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد asghar.shahzad@iiu.edu.pk

1۔ حافظ ذوالفقار علی، 'خرید و فروخت کے زرّیں اسلامی اُصول'، محدث، مجلس التحقیق الاسلامی، ماڈل ٹاؤن، لاہور، شمارہ نمبر ۳۳۲، نومبر ۲۰۰۹

2۔ محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي ، '**الجامع الصحيح سنن الترمذي**'، دار إحياء التراث العربي – بيروت. حديث رقم ۱۲۵۲

3۔ ابوالقاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى: 360ھ) ، '**المعجم الكبير للطبراني**'، دار إحياء التراث العربي – بيروت ، طبع ثانی ۱۹۸۳، جلد ۵، حدیث رقم ۴۵۴۱

دور حاضر میں جہاں دنیا ترقی کی منازل طے کرتی جا رہی ہے اور مہینوں کے کام گھنٹوں اور منٹوں میں ہو رہے ہیں، کسی زمانے میں انسان اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے سخت محنت و تگ و دو سے کام لیتا تھا اور دور دراز کے اسفار کر کے تجارت کرتا تھا اور بھاری بھر کم چیزیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا پڑتی تھیں لیکن رفتہ رفتہ زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کے لیے اپنی ضروریات کا حصول آسان سے آسان تر ہو گیا۔ موجودہ دور میں آن لائن تجارت کے ذریعے انسان کسی بھی قسم کی سفری مشقت و سامان اٹھائے بغیر خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ اور بہت سی سہولتوں کے ساتھ وقت کی بچت بھی ہوتی ہے اور یہ تجارت باپردہ خواتین کے لیے بھی یکساں مفید ہے کہ آسانی سے گھر بیٹھے انٹرنیٹ کے ذریعے تجارت کر سکتے ہیں۔ یہ معاملات نہایت آسانی سے طے پاتے ہیں کوئی شخص اپنے موبائل فون یا کمپیوٹر کے ذریعے انٹرنیٹ سے کوئی چیز خریدتا ہے اور اس کی قیمت بھی بینک کی آن لائن اور موبائل بینکنگ کے ذریعے باآسانی ادا کی جاسکتی ہے یا چیز وصول ہونے پر نقد بھی کی جاسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کو آن لائن تجارت کہتے ہیں۔

لیکن جہاں یہ تجارتی معاہدات بظاہر آسان نظر آتے ہیں وہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیا ان معاملات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا کوئی ایسا معاملہ تو نہیں کیا جا رہا کہ جو حرام کمائی کا باعث ہو؟ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو بازار میں جا کر تاجروں سے کہتے: لا يبع في سوقنا الا من تفقه في الدين[4] "یہاں تجارت کرنے وہی آئے جسے شرعی مسائل کا علم ہو" آپؓ تاجروں کا باقاعدہ امتحان لیا کرتے اور ایسے تاجر کو بازار میں کاروبار کرنے سے روک دیا کرتے تھے جو مسائلِ تجارت سے ناواقف ہوتے تھے ان کے علاوہ امام مالکؒ بھی ایسے لوگوں کو کاروبار سے روک دیا کرتے تھے جو اسلامی احکامِ تجارت سے ناواقف ہوتے تھے[5]۔ مالکی فقیہ محمد بن احمد الرہونیؒ نے اپنے شیخ ابو محمدؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "انہوں نے مراکش میں محتسب کو بازاروں میں گشت کرتے دیکھا، ہر دوکان کے پاس ٹھہرتا اور دکان دار سے اس کے سامان سے متعلق لازمی احکام کے بارے میں پوچھتا اور یہ دریافت کرتا کہ ان میں سود کب شامل ہوتا ہے اور وہ اس سے کیسے محفوظ رہتا ہے؟ اگر وہ صحیح جواب دیتا تو اس کو دکان میں رہنے دیتا اور اگر اسے علم نہ ہوتا تو اسے دکان سے نکال دیتا اور کہتا تیرے لیے مسلمانوں کے بازار میں بیٹھنا ممکن نہیں تو لوگوں کو سود اور ناجائز کھلائے گا۔[6]

زیر نظر کتاب "**آن لائن تجارت، تعارف خصائص، فقہی احکام**" میں فاضل مصنفین نے موجودہ دور کے اس اہم مسئلے کو موضوع بحث بنایا ہے۔ کتاب کو چار مستقل ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں پہلے باب میں تجارت کے اخلاقی اصول وضوابط اسلامی احکام کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے خرید و فروخت سے متعلق بنیادی احکامات ذکر کیے ہیں، ان احکامات میں فریقین، مبیع سے متعلق احکامات نہایت تفصیل سے مذاہبِ اربعہ سے ذکر کیے ہیں۔ دوسرے باب میں آن لائن تجارت کا پس منظر، تعارف، ارکان، اقسام، شروط، فریقین کی اہلیت، ولایت وغیرہ کو موضوع بحث بنایا گیا، آن لائن تجارت کی اہمیت اور پس منظر کو ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

عصر حاضر کی جدید ایجادات نے شعبہ حیات کے تمام معاملات وامور کو متاثر کیا ہے اور بسا اوقات تو جدید ایجادات شعبہ ہائے حیات کے ساتھ لازم وملزوم کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں انہی ایجادات میں انٹرنیٹ اور اس کے متعلقات ولوازمات شامل ہیں۔ جہاں خرید و فروخت کے طریقوں میں تنوع آتا گیا اور اس تنوع

4۔ محمد بن عیسی السورۃ، '**جامع ترمذی**'، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸، ابواب الوتر، باب ماجاء فیفضل الصلاۃ علی النبی ﷺ، حدیث رقم ۴۸۷

5۔ عبدالحي الكتاني، '**نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الادارية**'، دارالكتاب العربي، بيروت، ۱۹۹۹، جلد ۱، ص ۴۵

6۔ محمد سليمان الاشقر، '**اوضح المسلک بحواله بحوث فقهية فى قضايا اقتصادية معاصره**'، دارالنفائس، بيروت، ۱۴۵/۱

میں بعض اوقات شرعی حدود و قیود کی پابندی مشکل سے مشکل ہوتی جاتی ہے۔ جیسا کہ آن لائن تجارت میں خرید و فروخت کی کیفیت کا معاملہ ہے۔ عمومی طور پر فریقین کی باہمی رضامندی اور آمنے سامنے ایک دوسرے سے لینا دینا وغیرہ جیسی شروط تجارت میں لازمی ہیں لیکن تجارت کی اس کیفیت میں بہت سے بنیادی شروط ناپید ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پر تفصیل سے بات کی جائے کہ آن لائن تجارت در حقیقت کیا ہے اس کے خد و خال کیا ہیں اور کیا یہ جائز ہے یا حرام ہے اور شریعت کے نکتہ نگاہ سے اس کی حیثیت کیا ہے؟ چونکہ آن لائن تجارت دنیا کے اکثر ممالک میں پھیل چکی ہے، اور روز مرہ کے معاملات پر اس کا تسلط بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ آن لائن تجارت بے شمار اداروں اور شاپنگ سینٹرز نے مہیا کی ہوئی ہے اس اعتبار سے موجودہ اقتصادیات میں اس کی اہمیت سے انکار ممکن ہی نہیں ہے جبکہ اس کے دائرہ کار میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب انٹرنیٹ کی توسیع ہے جو ہر گھر تک رسائی حاصل کر چکا ہے بلکہ ہر شخص کے ہاتھ میں سمارٹ فون کا ہونا در اصل انٹرنیٹ کے ہونے کی دلیل ہے۔[7]

چونکہ بیع صحیح کے لیے شرط ہے کہ اس میں ایجاب و قبول میں موافقت ہو، جس سے مراد فریقین کی طرف سے باہمی اتفاق کا طے پانا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ بائع کی جانب سے ایجاب اور مشتری کی جانب سے قبول میں اتفاق ہو، یہ اتفاق ثمن، اور مبیع کی نوعیت پر ہو گا، بصورت دیگر یہ ایجاب و قبول معدوم تصور کیا جائے گا۔ البتہ اگر یہ طے پائے کہ ایک خاص قیمت پر ایک خاص ادارے کی تیار کردہ چیز فراہم کی جائے تو یہ معاہدہ نافذ العمل ہو گا لیکن اگر اسی قیمت پر کسی اور ادارے کی چیز فروخت کی جائے تو یہ معاملہ نافذ العمل نہ ہو گا۔[8] موجودہ دور میں بعض اوقات مختلف چیزوں کو انٹرنیٹ پر نہایت دلکش اشتہارات کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے، لیکن خریداری کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھائی گئی تھی وہ فروخت نہیں کی گئی۔ آن لائن تجارت میں دوسری اہم بات مبیع کو قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کر دینا جیسے کہ ایک شخص انٹرنیٹ پر ایک اشتہار دیکھ کر مطلوبہ ادارے کی ویب سائیٹ پر آن لائن فارم پر کر کے آڈر بک کر دیتا ہے لیکن ادارے کے پاس وہ چیز نہیں ہوتی انہوں نے بازار سے خرید کر اس کو ارسال کرنا ہوتی ہے تو یہ صورت جائز نہیں اس صورت کو بیان کرتے ہوئے فاضل مصنفین نے حضرت حکیم بن حزامؓ کے روایت نقل کی ہے "میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور وہ مجھ سے ایسی چیز کا سودا کرنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی کیا میں اس سے سودا کر لوں پھر وہ چیز بازار سے خرید کر اسے دے دوں۔ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: (لا تبع ما ليس عندك)[9] جو چیز تیرے پاس موجود نہیں، وہ فروخت نہ کر"۔

تیسرے باب میں فاضل مصنفین نے آن لائن **تجارت کے خصائص، نقائص اور مواقع** کے علاوہ آن لائن تجارت میں کے جدید وسائل جن کے ذریعے آن لائن تجارت ممکن ہے جیسے کہ ٹیلی فون، ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ وغیرہ کا بغور جائزہ لیا۔ ان جدید ذرائع میں سے کچھ ایسے ہیں جن میں تحریری طور پر معاہدہ ممکن ہے جیسے کہ ایمیل، فیکس وغیرہ جبکہ بعض ایسے ہیں جن میں بذریعہ گفتگو ایجاب و قبول ممکن ہے جیسے کہ ٹیلی فون وغیرہ ان کے علاوہ کچھ ایسے ذرائع ہیں جن میں صرف آواز یا آواز کے ساتھ تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔ تجارتی معاہدات میں کسی بھی قسم کے

7۔ ڈاکٹر محمد فیض الابرار۔ ضیاء الرحمٰن المدنی، **آن لائن تجارت: تعارف، خصائص، فقہی احکام**، مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی، جامعۃ ابی بکر الاسلامیۃ، گلشن اقبال کراچی، ۲۰۱۹ء، صفحہ ۷۰

8۔ ڈاکٹر محمد فیض الابرار۔ ضیاء الرحمٰن المدنی، صفحہ ۸۳

9۔ ابو داود سليمان بن الاشعث الازدي السجستانی، 'سنن أبي داؤد'، باب فی الرجل يبيع ماليس عنده، دار الكتاب العربي، بيروت، حدیث: ۳۵۰۵۔

دھوکے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ معاہدہ تحریری شکل میں ہو۔ جبکہ لین دین کے معاملات کے حوالے سے اسلام کا مزاج سامنے رکھا جائے تو اسلام ایسی تمام کیفیات میں صرف تحریر کو معتبر ہی نہیں بلکہ بعض اوقات لازم قرار دیتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب کسی مقرر مدت کے لیے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو، تو اسے لکھ لیا کرو فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ ایک شخص دستاویز تحریر کرے جسے اللہ نے لکھنے پڑھنے کی قابلیت بخشی ہو، اسے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہیے وہ لکھے اور املاء وہ شخص کرائے جس پر حق آتا ہے (یعنی قرض لینے والا)، اور اسے اللہ، اپنے رب سے ڈرنا چاہیے کہ جو معاملہ طے ہوا ہو اس میں کمی بیشی نہ کرے لیکن اگر قرض لینے والا خود نادان یا ضعیف ہو، املا نہ کرا سکتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ املا کرائے پھر اپنے مردوں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی کرا لو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تاکہ ایک بھول جائے، تو دوسری اسے یاد دلا دے یہ گواہ ایسے لوگوں میں سے ہونے چاہییں، جن کی گواہی تمہارے درمیان مقبول ہو گواہوں کو جب گواہ بننے کے لیے کہا جائے، تو انہیں انکار نہ کرنا چاہیے معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، معیاد کے تعین کے ساتھ اس کی دستاویز لکھوا لینے میں تساہل نہ کرو اللہ کے نزدیک یہ طریقہ تمہارے لیے زیادہ مبنی بر انصاف ہے، اس سے شہادت قائم ہونے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے، اور تمہارے شکوک و شبہات میں مبتلا ہونے کا امکان کم رہ جاتا ہے ہاں جو تجارتی لین دین دست بدست تم لوگ آپس میں کرتے ہو، اس کو نہ لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں، مگر تجارتی معاملے طے کرتے وقت گواہ کر لیا کرو کاتب اور گواہ کو ستایا نہ جائے ایسا کرو گے، تو گناہ کا ارتکاب کرو گے اللہ کے غضب سے بچو وہ تم کو صحیح طریق عمل کی تعلیم دیتا ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے)

مذکورہ وسائل اتصال خواہ قدیم ہوں یا جدید ان میں اگر کسی قانونی یا شرعی حکم کی مخالفت نہ پائی جائے تو ان وسائل کے ذریعے طے پانے والے معاہدے قانونی و شرعی طور پر درست قرار پاتے ہیں۔ چونکہ ٹیلی فیکس کے ذریعے طے پائے جانے والے معاہدات میں تحریر باقی رہتی ہے جبکہ ٹیلی فیکس پیغام کی اصلی صورت کو بغیر تبدیلی یا تغیر کے منتقل کرتا ہے پس وہ پیغام کی تصویر کھینچتا ہے اور اسے مرسل الیہ کی مشین میں بھیج دیتا ہے، تاکہ اس کے سامنے وہ پیغام وضاحت سے ظاہر ہو جائے۔[10] اس حوالے سے فاضل مصنفین نے فقہاء کرامؒ کے اقوال کو مندرجہ ذیل تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:

1. تحریری وسائل کے ذریعے طے پانے والے معاہدات درست ہیں خواہ یہ دو غائب افراد کے مابین طے پائیں یا ایک غائب اور دوسرا فریق حاضر ہو۔ یہ قول مالکیہ، حنابلہ اور شوافع میں اکثر فقہاء کرام کا ہے۔
2. اگر ایسا معاہدہ دو غائب افراد کے مابین طے پاتا ہے تو یہ درست متصور ہو گا لیکن اگر ایسا معاہدہ دو حاضر افراد کے مابین طے ہو گا تو درست نہیں ہو گا یہ قول فقہاء احناف کا ہے۔
3. تجارتی معاہدات تحریری شکل میں جائز نہیں ہیں سوائے ایسے افراد کے مابین جو بول نہ سکتے ہوں اور یہ قول شوافع میں سے کچھ فقہاء کا ہے۔[11]

10۔ ڈاکٹر محمد فیض الابرار۔ ضیاء الرحمٰن المدنی، صفحہ ۱۲۱

11۔ ڈاکٹر محمد فیض الابرار۔ ضیاء الرحمٰن المدنی، صفحہ ۱۲۲

فاضل مصنفین نے **آن لائن تجارت** کے حوالے سے بیس ضوابط نہایت تفصیل سے ذکر کیے ہیں اور اس معاہدے کی متعدد رکاوٹیں ذکر کی ہیں جن میں سے چند ایک حسبِ ذیل میں ذکر کی گئی ہیں:

أ. مطلوبہ تکنیکی آلات سے عدم واقفیت

ب. فریقین میں عدم اعتماد

ج. قانون سازی کی عدم موجودگی، بین الاقوامی قانون انٹرنیٹ پر معاہدہ کرنے والوں کو مکمل تحفظ دینے میں ناکام ہے اسی وجہ سے اکثر لوگ اکاؤنٹ نمبر کی معلومات کو درج کرنے سے پہلے احتیاط برتتے ہیں۔

د. مختلف ممالک کے قوانین میں اختلاف

ہ. بینکوں کے قوانین اور مرکزی بینک کے قوانین اور پالیسیوں کا باہم تصادم

و. دھوکہ دہی، چوری اور اس کے ضامن کا تعین،

ز. ہیکینگ کے ذریعے جعلی ملتی جلتی ویب سائیٹ جو کہ اصل کی طرح ہی لگتی ہے، جہاں کریڈٹ کارڈ وغیرہ کی معلومات حاصل کرلی جاتی ہیں جس سے مشتری (خریدار) کو نقصان ہوتا ہے۔

یہ تمام مشکلات یقیناً **آن لائن تجارت** میں پائی جاتی ہیں، البتہ بین الاقوامی تجارت میں جو تجارت لیٹر آف کریڈٹ کے ذریعے اس میں نہ صرف بین الاقوامی قوانین کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے بلکہ دونوں طرف کے بینک ضمانت کے طور پر بھی موجود ہوتے ہیں۔ البتہ **آن لائن تجارت** میں ایسی کوئی ضمانت نہیں ہوتی کہ آپ پیسے بھیج دیں مگر سامان لازمی بھیجا جاتا ہے۔ فاضل مصنفین نے چوتھے باب میں آن لائن تجارت میں استعمال ہونے والے ممکنہ ادائیگی کے ذرائع کو موضوعِ بحث بنایا ہے۔ ان ذرائع میں کریڈٹ کارڈ، ڈیجیٹل کرنسی، آن لائن چیک، ایزی پیسہ، نقد ادائیگی وغیرہ شامل ہیں۔ اس باب کے آخر میں نتائج و خلاصہ اور تجاویزات پیش کی گئی ہیں۔

کتاب ھذا دورِ حاضر کے ایک نہایت اہم موضوع پر لکھی گئی ہے، اور موضوع کے اعتبار سے ضروری تفصیلات بحوالہ شامل کی گئی ہیں۔ البتہ کتاب میں چند جگہوں پر املاء کی تصحیح کی ضرورت ہے اس کے علاوہ ہر باب میں بہت سے موضوعات شہ سرخی کے تحت لکھے گئے ہیں جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہاں سے نئے باب کا آغاز ہو رہا ہے حالانکہ یہ گزشتہ باب کی فصل اور بحث ہے۔ فاضل مصنفین کو چاہیے کہ آئندہ اشاعت میں صرف باب کے نام کو شہ سرخی کے تحت لکھیں، باقی موضوعات کو ذیلی عنوانات کے تحت لکھیں۔ تاہم فاضل مصنفین نے عصری حالات کے تناظر میں ایک نہایت اہم موضوع پر قلم اُٹھایا ہے، راقم الحروف کے علم کے مطابق اردو زبان میں **آن لائن تجارت** کے موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے جو کہ بالخصوص اردو زبان میں یہ کام قابلِ تحسین ہے۔ یہ کتاب اہل علم کے استفادے کے لیے نہایت مفید ہے۔